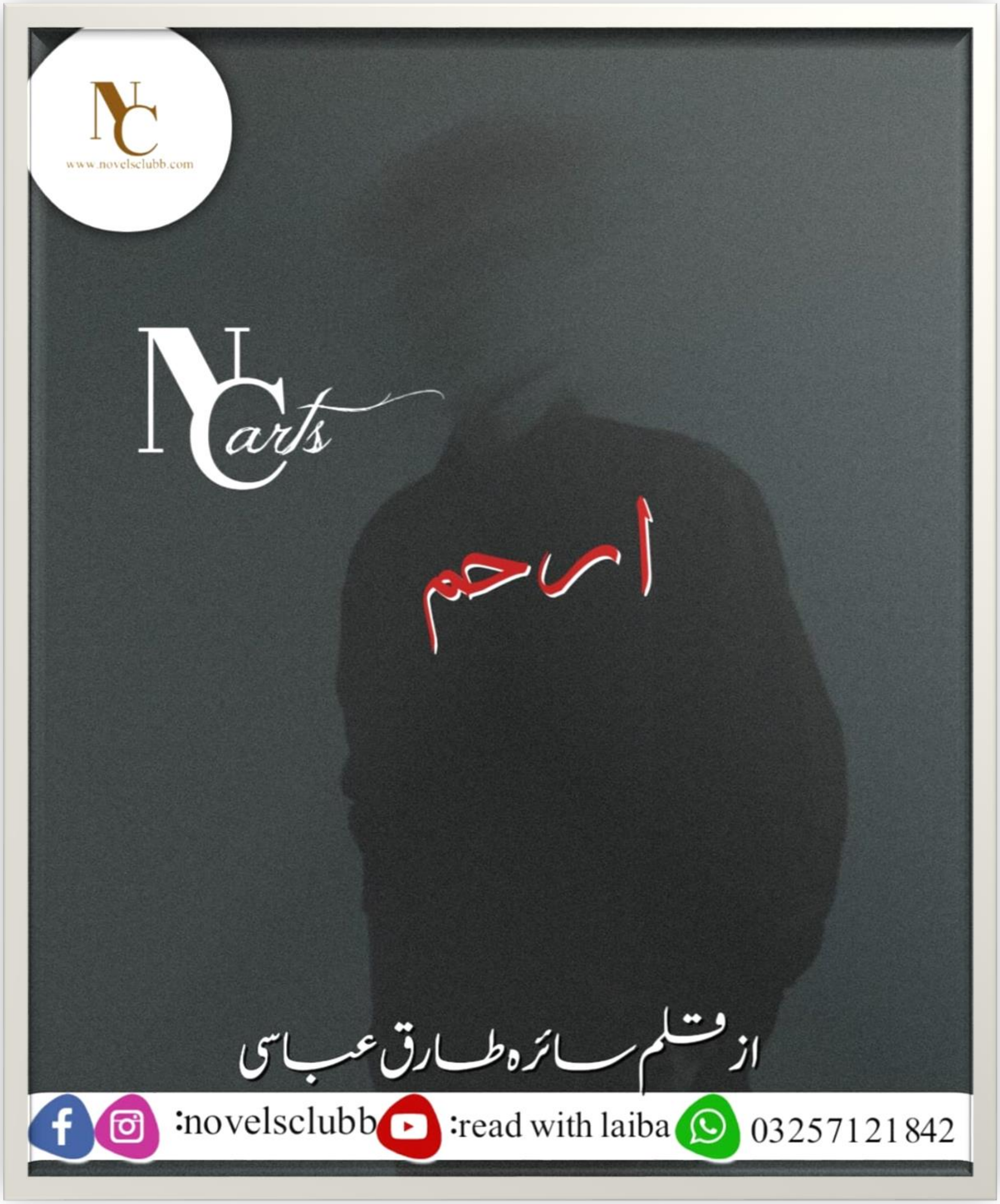
www.novelsclubb.com
NC arts
ارحم
از قلم سائرہ طارق عباسی
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ارحم

از قلم

سائرہ طارق عباسی

www.novelsclubb.com

ارحم

یہ کہانی ہے ایک ایسے علم کے متلاشی کی جس نے کم عمری میں ہی روشنی اور نور کی تلاش میں نڈر ہو کر گمراہی کی ٹکر میں اپنی جان کی بازی لگادی مگر شعور اجاگر کر دیا۔

"بابا بھگولے کا نام سنا ہے تو نے میاں ٹھاکر؟"

راج چندر نے لونگی سمیٹتے ہوئے اونچی آواز سے میاں ٹھاکر کو اپنی جانب مخاطب کیا۔

میاں ٹھاکر جو کہ اس وقت دکان میں اپنی کرسی پر بیٹھے پان پر چھالیاں سجانے میں مصروف تھا اور پاس

ہی بیٹھے چندو کو سائیکل ٹھیک کرنے کے حربے بتا رہا

www.novelsclubb.com

تھا کہ راج چندر کی آواز نے اسے چونکنے پر مجبور کر دیا۔

"آے ہائے! یہ پھر آن ٹپکا ہے بھگوان جانے کیا آفت اتری ہے۔" زمین پر میاں ٹھاکر پان چباتے ہوئے منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

"ہاں راج چندر!"

"میں تو اس دنیا میں آنے والے ہر راج ماہ راج کہ سیوہ کرو ہوں اس کارن مجھے تو ساری دنیا کے باباوں کا اتا پتا ہوئے ہے۔"

"تمھارے خیال میں۔۔۔ہے نا؟"

میاں ٹھاکر نے منہ بسورے ہوئے، پان منہ میں دبا کر راج چندر صاحب کو جواب دیا۔

"ہاہاہاہا!"

"ارے یار میاں اتنا کاہے کو منہ بسور کر بولے ہے تو۔"

www.novelsclubb.com

"دیکھ میاں!"

"بابا بھگولے کی بات کر رہا ہوں وہ جو ساتھ والے مندر میں بیٹھتا ہے۔"

راج چندر نے میاں ٹھاکر کا شانہ دباتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔۔۔بول چندر سن رہا ہوں۔"

"اس کے ہاں ایک لڑکا آوئے ہے جو روج اس سے صبح آتے جاتے آشیر وات لے وے ہے۔"

میاں ٹھاکر کے جیسے کان کھڑے ہوگئے اس نے رام چندر کی جانب حیرانگی سے مڑ کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"تو یہ بھلی بات ہوئے ہے تو اس میں اتنا کاہے کو بکھلاوے۔"

رام چندر نے ٹھاکر میاں کے آگے سے چھالیاں اٹھا کر منہ میں ڈالتے ہوئے طنزا مسکرا کر میاں ٹھاکر سے کہا۔

"میاں جی! تھارے بھیجے میں ماری بات نا بیٹھے ہے۔

تھاری ریکھا میں تو فقط ٹھونسنا ہی لکھا ہے۔"

راج چندر نے مضحکہ انداز میں کہا۔

میاں ٹھاکر نے نخوت بھرے انداز میں رام چندر سے پوچھا۔

"اب بتا بھی کیا بات ہے پھر جو تو اتنا تجسس پھیلانے میں وقت ضائع کر رہا ہے۔"

میاں ٹھاکر نے بے زاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اس نے کل ایک بڑی عجیب چیج دیکھی ہے۔"رام چندر نے ماحول کو اپنے قابو میں کرتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا؟"میاں ٹھاکر نے رام چندر کے زرا قریب ہو کر پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"میاں جی! میں نے دیکھا کہ اس کے بگل میں بستہ ہوے ہاتھ میں کچ صحفے جیسی چیج تھی۔" میاں جی کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔رام چندر کی باتوں نے میاں جی کی سیٹی پٹی گم کر دی ہو جیسے۔۔

"رام۔۔۔اس چھورے کو اندازہ نا ہے کے وہ یہ پڑھائی وڑھائی کر کے اپنا سمے ضائع کرے ہے۔" میاں ٹھاکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہم تو اسے یہ سب نا کرنے دیوے ہیں۔سب پڑھ لکھ لوئیں گے تو ہمری اجارا داری ختم ہو جاوے ہے چندر جی۔" میاں ٹھاکر نے چھالیاں تھوکتے ہوئے کہا۔

"وہ چھورا اس گاؤں کی مان مریادا کے خلاف جاوئے ہے۔تعلیم میں کار کھا ہے ہم اس کی شکایت پنچائت میں کریں گے۔پھر دیکھو کون پڑھنے جاوے ہے گاؤں سے باہر۔"

راج چندر اور میاں ٹھاکر کی یہ چی مگوئیاں پاس بیٹھا چندو بغور سن رہا تھا بظاہر وہ سائکل ٹھیک کر رہا تھا مگر وہ کان لگا کر ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

شام ہوتے ہی کام سے چھٹی کرنے بعد وہ سیدھا اپنے دوست ارحم کے پاس تندور پر پہنچ گیا جو اس وقت آٹے کے پیڑے بنانے میں مصروف تھا۔

چندو کو تندور میں آتے دیکھ کر وہ حیران ہو گیا۔

"ارے چندو تم کدھر کو رستہ بھولے آج؟"

آستین سے پسینہ پونچھتے ہوئے اس نے چندو کو مخاطب کیا، چندو جس کے ہوا س اڑے ہوئے تھے آرام سے ارحم کے کان میں اسے میاں ٹھاکر اور راج چندر کے ارادوں کی خبر دے دی اور ایک منٹ میں ہی تندور سے نکل گیا کیونکہ وہ جانتا تھا اگر اسے دکان کے نوکروں اور مالک میں سے کسی نے ارحم سے ملتے دیکھ لیا تو ایک قیامت برپا ہو جائے گی۔۔

وہ خاموشی سے اپنے کچے مٹی کے بنے گھر میں آکر ماں کے پاس بیٹھ گیا۔

ادھر ارحم کے ہاتھ پاؤں پھول گئے کیونکہ وہ ایک غریب کسان کا بیٹا تھا۔مالی لحاظ سے کمزور ہونے اور کسان کا بیٹا ہونے کی وجہ سے وہ پنچائت کا سامنا نہیں کر سکتا تھا۔وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا مگر اس کے دماغ میں چندو کی باتیں گردش کرنے لگیں۔

"جو بھی ہو میں اپنے ارادے سے پیچھے نہیں ہٹنے والا

اپنی تعلیم ضرور پوری کروں گا ایک دن بڑا آدمی بن جاؤں گا۔"

ارحم دل ہی دل میں خود سے مخاطب رہا۔

شام ہوتے ہی وہ اپنی ماں کے پاس بیٹھ گیا جو مٹی کے چولھے میں لکڑیاں جلا رہی تھی۔

"اماں!" ارحم نے نہایت اداس لہجے سے ماں کو پکارا۔

ارحم کی ماں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ہاں بول۔"

"اماں میں نے اپنی پڑھائی مکمل کرنی ہے ہر حال میں۔"

"تو پتر گاؤں والے اس کی اجازت نہیں دیتے لیکن تیری ماں تیرے ساتھ ہے تو کر لے تجھے کسی نے روکا ہے۔"

ارحم کی ماں نے شفقت بھرا جواب دیا اور پھر سے لکڑیاں جلانے میں مصروف ہو گئی۔

"نہیں اماں بات اس سے آگے بڑھ چکی ہے۔" اس نے انتہائی پریشان کن لہجے میں کہا۔ جس سے اس کی ماں کے ہاتھ رک گئے اور وہ ارحم کی طرف دیکھنے لگی۔

"کیا بول رہے ہو پتر؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جی اماں! آج چندو آیا تھا تندور پر۔" یہ کہہ کر ارحم نے سر نیچے جھکا لیا وہ جانتا تھا اس کی ماں پریشان ہو جائے گی اور اسے ماسڑ جی کے پاس جانے سے روک دے گی جو اسے چھپ چھپ کر پڑھایا کرتے تھے۔اس کی ماں نے اسے جھنجوڑ کر پوچھا۔

"پتر بتاؤ اب کیا بات ہے؟" ارحم نے چندو کی بتائی ہوئی ساری باتیں اپنی ماں کو بتا دیں جس سے اس کی ماں کو دھچکا لگا۔

"جس کا ڈر تھا وہی ہوا ارحم پتر وہی ہوا۔" وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بیٹھ گئی۔ارحم کی ماں سخت پریشان ہو گئی کیونکہ وہ سب کر سکتی تھی لیکن اپنے بیٹے کی جان کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔

"یہ پنچائت والے ہمیں اب جینے نہیں دیں گے۔راج چندر تو بھگوڑا ہے مصیبت کی کان ہے۔" وہ ارحم کے آگے بولی جا رہی تھی اور ارحم اپنی ماں کی آنکھوں میں آنسو جھلملاتے دیکھ کر خود بھی آبدیدہ ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"لیکن اماں میں پڑھائی نا چھوڑوں گا مجھے معلوم بننا ہے۔" اس کی ماں نے اسے تسلی دیتے ہوئے سو جانے کی ہدایت دی۔ وہ ساری رات اسی پریشانی میں سو نہیں سکا تھا۔ اس کی ماں بھی اسی پریشانی کے عالم میں رات بھر جاگتی رہی۔ ہاں بھئی چھوکرے کیسی جاوئے ہے تھاری اعلی تعلیم؟"

سامنے سے آنے والا شخص پان چباتے ہوئے ارحم کے پاس تندور پہ آرکا۔

ارحم نے اتنی تعلیم تو سیکھ لی تھی کے وہ حق و ناحق کی تمیز کرنا جان گیا تھا اور غلط کے آگے ڈٹ جانا اسے کے جذبے کا حصہ تھا۔

"ہاں ٹھاکر چاچا! بہت بڑیا۔" ارحم نے طنزاً جواب دیا تو تندور کے مالک کرشن نے وہشت ذدہ نظروں سے ارحم کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"او چھوکرے۔۔۔ تھارے کو کیا نہیں معلوم کہ گاوں میں تعلیم نام کی کوئی اجاجت نا ہے۔" اس نے ٹھاکر کے سامنے شیخی بگاڑنے کی بھرپور کوشش کی۔

"پھر تو کا ہے اپنی من مانی کرے ہے؟" ارحم نے اپنے مالک کی طرف نظر ڈالی۔ ارحم کی آنکھوں میں خوف نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔اور اطمینان سے کہا۔

"مالک، ہمارے دھرم میں علم کو حاصل کرنا فرض ہے۔"

تندور کے مالک کرشن نے ٹھاکر کی طرف کی نظر گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ چھوکرا مارے کو اب دھرم دھرم کا پاٹ پڑاوے ہے۔" جس پر میاں ٹھاکر نے زوردار قہقہ لگایا۔اس بار کرشن دوبارہ ارحم کی جانب متوجہ ہوا اور بولا۔

"دیکھ رے چھوکرے اک تو، تو گاؤں سے باہر جاوے ہے۔دوجا تن نے زبان درازی کی مارے ساتھ، اب سے تیری چھٹی۔آئندہ مارے تندور پر نا آیو۔ورنہ تھارے ساتھ ساتھ پنچائت مارے کام کو بھی آگ لگا دیوے ہے۔"

تندور پر گویا سارے جاہلوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا۔

وہ بھی بس اس پنچایت کو جانتا تھا جو راج چندر اور ٹھاکر کی بنائی ہوئی تھی۔اور ارحم کو برا بھلا کہنے لگے۔

اس نے ارحم کو بازو سے پکڑ کر تندور سے باہر نکال دیا اور کہا۔"اب تمھارا فیصلہ پنچائت ہی کرے ہے۔"ارحم کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر وہ کچھ بولے بنا ہی وہاں سے چل پڑا۔اسے ایک لمحے کے لیے یہ محسوس ہوا جیسے اب وہ اپنے خواب پورے نا کر سکے گا،وہ اب کبھی نہیں پڑھ سکے گا،دل ہی دل میں سوچتے ہوئے وہ روتا ہوا گھر جانے کے بجائے سیدھا بابا بھگولے کے مندر کی طرف بڑھ گیا۔

وہاں موجود لوگوں کے ہجوم میں بھی اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔پندرہ سال کا یہ ننھا مجاہد جو جہالت اور گمراہی کے اندھیروں سے خود کو نکالنے کی ٹھان کر بیٹھا تھا،

راج چندر اور ٹھاکر جیسے ان پڑھ اپنے ارد گرد نا صرف جہالت بلکہ بہت ساری برائیوں کو پروان چڑھانے میں پیش پیش رہتے تھے۔بچوں کو تعلیم حاصل کرنے بجائے کام دھندے میں لگانے کو اہمیت دیتے تھے۔گمراہی نے ان کے دلوں پر ایسی سیاہ

دھاک بٹھائی تھی کہ جو تا مرگ سب کے لیے ناسور بن کر جنم لیتی رہے گی۔ ابھی ارحم اسی سوچ میں گم تھا کہ

"آج روٹی نہیں لایا بھائی۔" اس جملے نے اس کے ذہن کو اپنی طرف متوجہ کر دیا تھا۔ وہ اچانک سے اٹھا اور اس لڑکے کو گلے سے لگالیا اور رو پڑا۔

"بھائی مجھے معاف کر دے، میں آج تمھارے لیے روٹی نالا سکا۔" وہ زار و قطار رو رہا تھا۔ دس سال کا راکیش ارحم کو اس طرح روتے دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے ارحم کو پاس بٹھاتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نا ہے بھیّا! تو اس طرح روے ہے منے اچھا نا لگے ہے۔ بھگوان میرا کوئی بندوبست کر دیوے ہے۔ تو کاہے پریسان ہوئے جب ہوا لے آیو۔" ارحم نے راکیش کی معصوم آنکھوں میں دیکھا جو بھوک سے تلملا رہی تھیں۔ ارحم روز صبح دوپہر راکیش کو روٹی دے جاتا تھا جو تندور میں بچتی تھی۔

راکیش بن ماں باپ کے اکیلا تھا، مندر میں ہی رہتا تھا، ارحم کی اس کے ساتھ دوستی ہو گئی تھی۔ وہ روز اس سے ملنے مندر آجاتا۔ راکیش اسے ملوانے مندر کے پنڈت بابا بھگولے کے پاس لے جاتا جس سے راج چندر کو شک ہوا کہ ارحم پڑھائی کے معاملے میں پنڈت سے آشر وات لیتا۔ اس نے راکیش کو تسلی دی کے وہ کل ضرور اس کے لیے روٹی لائے گا۔

"تھارا دھنے وات بھائی۔"

"اپنا خیال رکھنا۔" اس نے راکیش کا شانہ تھپتھپایا۔ اتنا کہہ کر وہ گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔ گھر پہنچتے ہی ماں سے روٹی مانگی اور کھانا کھا کر ماں کی گود میں سر رکھ کر سارے دن کی کہانی ماں کو سنا دی اور وہیں سو گیا ماں محبت سے کبھی چاند کی طرف دیکھتی کبھی اپنے ارحم کی طرف۔

"کینا سوہنا بنایا رب نے میرا زمین کا چن!"

اس نے ارحم کا ماتھا شفقت سے چوما اور دعائیں دینے لگی۔

☆☆☆

"ماسٹر جی!" ماسٹر عمر جو ارحم کو پڑھانے قریب کے گاؤں سے آتے تھے ارحم کو گھر سے دور درخت کے سائے میں بیٹھ کر پڑھانے میں مصروف تھے کہ ارحم کے بلانے پر انھوں نے اس کی طرف توجہ دیتے ہوئے جواب دیا۔

"جی بیٹا!"

"استاد جی علم حاصل کرنا فرض ہے تو کیا یہ ہر مذہب میں اپنے اس مذہب کی پیروی کرنے والوں پر فرض نہیں ہے؟" ماسٹر عمر نے ارحم کو بغور دیکھا اور مسکرا کر کہا۔

"بیٹا ایک چھوٹی سی مثال سے سمجھا دیتا ہوں۔ یہ گوہر نایاب اللہ نے اشرف المخلوقات کے لیے چنا۔ اشرف المخلوقات میں سب انسان یکساں شمار ہو جاتے ہیں ، علم سب کے لیے یکساں نازل فرما دیا گیا۔ سمجھانے کے طریقے الگ ہو سکتے ہیں مگر حکم سب کے لیے ایک جیسا ہی ہے۔

ہمارے لیے قرآن مجید اور باقی مذاہب کے لیے انکی آسمانی کتابیں نازل فرمائیں مگر فرق صرف اتنا ہے جنہوں نے حکم کو ترجیح دی اور اس کے مطابق علم سیکھا وہ سیکھ اور سمجھ گئے اور کامیاب ہو گئے اور جنھوں نے اپنی عقل کو ترجیح دی اور ان احکامات میں ردوبدل کی وہ کچھ عرصہ جئیے اور ہمیشہ کے لیے اپنے نام کے ساتھ نیست و نابود ہو گئے۔ ساری بات حاصل کرنے کی جستجو ہوتی ہے۔

علم ایک ایسی عظیم دولت ہے جو جاننے والے اور جاہل میں لفظوں، رہن سہن، بول چال میں واضح فرق دکھا دیتا ہے۔

ارحم بڑے دھیان سے ماسٹر عمر کی بات سن رہا تھا۔

اس نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"جی جیسے راج چندر میاں ٹھاکر۔۔۔اور آپ میں کتنا فرق ہے نا ماسٹر جی۔" ماسٹر عمر مسکرا دیئے۔

www.novelsclubb.com

لیکن شاید یہ انکی ارحم کے ساتھ آخری ملاقات تھی وہ اس کی مسکراہٹ آخری بار دیکھ رہے تھے وہ انجام سے انجان تھے۔شام ڈھلنے گی ماسٹر جی اپنے گاؤں روانہ ہو گئے۔

ارحم کسی گہری سوچ میں ڈوبا اپنے گھر کی طرف چل دیا کہ راستے میں اسے منہ رومال میں لپیٹے تین لوگوں نے آنکھوں پر پٹی باندھ کر بے ہوش کر کے ویران کمرے میں رکھ دیا۔ارحم کے گھر نا پہنچنے پر ارحم کی والدہ نے ارحم کے والد کو بار بار کہنا شروع کر دیا۔

"اتنی رات ہو گئی ہے ارحم نہیں آیا۔جی مجھے بہت پریشانی ہو رہی ہے۔" وہ زار و قطار رو رہی تھی،اس کے والد نے آس پاس گاؤں میں سب جگہ معلوم کر لیا تھا مگر انھیں ارحم کہیں نہیں ملا تھا۔جیسے تیسے صبح ہوئی اور گاؤں میں ارحم کی گمشدگی کی بات آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ تین دن ارحم کو نا معلوم جگہ پر قید میں رکھا

گیا۔ارحم کی والدہ رو رو کر بے حال زمین پر لیٹی تھی کہ زور زور سے دروازہ بجا اور ارحم کے والد کو مخاطب کیا۔

"چاچا صوفی،مائی رحیمہ تم دونوں کو پنچائیت میں سرپنچ بلاوے ہے جلدی آجاؤ۔"ارحم کی ماں ہڑبڑائی،اٹھی اور دروازے کی طرف لپکی۔دونوں بھاگتے ہوئے پنچائت میں پہنچ گئے جہاں انھوں نے ارحم کو رسیوں سے بندھا دیکھا۔۔

پنچائت کا سرپنچ پگڑی باندھے چارپائی پر بیٹھا حقہ پی رہا تھا جبکہ باقی کے لوگ آس پاس بیٹھے تھے۔

راج چندر اور میاں ٹھاکر بھی اس پنچائت میں موجود تھے۔کچھ دیر کی خاموشی کے بعد سرپنچ دادو رام نے آواز لگائی۔

"کھول دیو چھورے نو۔"ارحم کو رسیوں سے آزاد کر دیا گیا۔

مسلسل قید اور بھوک نے ارحم کو بری طرح نڈھال کر دیا تھا۔

"ہاں میاں ٹھاکر کیا مسئلہ لایا ہے رے تو بول۔" میاں ٹھاکر نے کہا۔

"سرپنچ جی۔۔ای چھورا گاؤں کی مان مریادا توڑے ہے۔

علم حاصل کرے ہے۔اپنے دوسرے گاؤں سے ماسٹر آوے ہے اس نوں علم دینے۔تنے تو پتہ سے ای اصول مارے گاؤں میں نا چلے ہے،ایک چھورا اول فول پڑھ کے گاؤں کے باقی سارے چھوروں نو باغی بنانے کی کواس کرے ہے،اب سب ہی علم میں لگ جاویں گے تو کام دھندا کس نے کرنا ہے۔" پنچائت میں خاموشی چھاگئی تھی۔

"ہاں جی چھورے۔۔اب تو بتا تیرا کیا ارادہ ہے، کیا چاوے ہے تو۔" ارحم باوجود کمزوری اور بھوک سے نڈھال ہونے کے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"سرپنچ جی! دولت اور پیسہ کمانے کے سو طریقے ہوں مگر پھر بھی اگر علم نہیں ہے تو انسان جاہل ہے۔شعور سائکل اور رکشہ ٹھیک کرنے سے نہیں آتا تجربے اور

مشاہدے سے آتا ہے۔ میں علم حاصل کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لیے میں اپنی ہر ممکن کوشش کروں گا۔" وہ واپس سے زمین پر گر گیا۔

پنچائت میں موجود تعصب بھری شخصیت کا مالک راج چندر غصے سے لال پیلا ہو کر بولا۔

"سرپنچ جی یہ چھورا تین دن کا بھوکا ہے مگر اس کی دم سیدھی نہیں ہوئی۔" سرپنچ نے حقہ چھوڑتے ہوئے راج چندر کو خاموش ہونے کو کہا۔

"بول چھورے آگے بول۔" سرپنچ نے ارحم کو دوبارہ مخاطب کیا۔ سرپنچ مذہب کا ہندو ضرور تھا مگر انصاف سے کام لیتا تھا۔

"دیکھو جی سرکار! راج چندر اور میاں ٹھاکر نے پورے گاؤں میں علم کی اہمیت کو حقارت میں بدل رکھا ہے کیا ہو جائے اگر ہر گھر میں اپنے اپنے دھرم کی تعلیم دی جائے اس کو جہالت اور گمراہی کے اندھیرے نکالا جائے۔"

www.novelsclubb.com

"تو کیا چاہیے ہے چھورے اپنا مدعا رکھ۔" سرپنچ نے بلند آواز میں کہا۔

"بات اتنی سی ہے اگر راج اور ٹھاکر واقعی اس گاؤں کے بھلے مانس لوگ ہیں تو اسی کی دکان کے تھوڑے فاصلے پر انھی کے دھرم کے مندر میں راکیش نامی بچہ بن ماں باپ کے ہے، روز بھوکا سو جاتا ہے، اس جیسے بہت سے راکیش ہیں جو بھوکے سوتے ہیں مگر یہ اتنے لاعلم ہیں یہ کہاں کی بھلائی ہے؟ انھیں کھانے کو نہیں دیا جاتا یہی علم سے دوری ہے۔ جو علم سے دور رہتے ہیں وہ احساس انسانیت سے خالی ہوتے ہیں۔ اس گاؤں میں ماسٹر جی بلائیں جائیں اور تعلیم عام کی جائے تاکہ کوئی چھپ چھپ کر نا پڑھے۔"

www.novelsclubb.com

ارحم کی حالت بگڑتی چلی گئی اور وہ اب بولنے سے قاصر ہو چکا تھا۔ اس کی ماں سسکیاں لے کر روتی رہی۔ والد گھٹنوں پر سر رکھے بے بس روتا رہا۔ ارحم کی بات مکمل ہوئی تو سرپنچ نے فیصلہ سنانے کا سوچا۔ ارحم نے اپنی ماں کی طرف پیاسی نگاہوں سے دیکھا۔ اس کی ماں نے پنچائت کے لوگوں سے ارحم کو پانی پلانے کی

اجازت مانگی اسے اجازت دی گئی۔ تھوڑے توقف کے بعد سرپنچ نے سب کو مخاطب کیا اور کہا۔

"چھورے کا جرم اتنا بڑا نا ہے اب سے ہم اسکی باتوں پر غور کرے ہیں۔ لیکن راج چندر اور میاں ٹھاکر تم دونوں گاؤں والوں نوا تنا ڈرا کے رکھے ہے یہ تھاری دونوں کی نااہلی ہے۔اور تین دن چھورے نوں پنچائت سے بے خبر رکھے ہو اور پنچائت کے اصولوں کے خلاف عمل کرنے کے جرم میں تھارے دونوں کے واسطے سزا رکھی ہے۔اب سے تم دونوں کو اس گاؤں سے نکالا جاوے ہے۔اب کے بعد تھارے دونوں کا وجود مارے گاؤں میں نظر نا آوے ہے سمجھ گئے۔"

www.novelsclubb.com

راج چندر اور میاں ٹھاکر دونوں سرپنچ کے اس فیصلے سے حیران تھے۔انھیں لگ رہا تھا کے انکی چالاکیوں سے وہ پنچائت کا فیصلہ اپنے حق میں کروالیں گے لیکن معاملہ اس کے بلکل برعکس ہو گیا تو دونوں مکار سرپنچ کے پاؤں میں بیٹھ گئے۔ منتیں کرنے لگے مگر تب تک سرپنچ سمیت سب جانے لگے۔ سرپنچ نے ارحم کو گھر بھیجنے

کی ہدایات جاری کیں۔ارحم کے والدین اسے لے کر گھر آئے۔گھر کی دہلیز پار کرتے ہی ارحم نے ماں اور باپ کی طرف مسکرا کر دیکھا۔اس کے کانوں میں ماسٹر عمر کی بات گونجتی رہی۔

"جو حکم کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں وہ سیکھ اور سمجھ جاتے ہیں اور کامیاب ہو جاتے ہیں۔" وہ مسکرا رہا تھا۔ مسلسل تین دن کی بھوک اور پیاس اور میاں ٹھاکر کی مار نے ارحم کو موت کی منہ میں اتار دیا تھا۔آخری ہچکی لیتے ہی ارحم نے آنکھیں بند کر دیں اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ارحم کے ماں باپ پر قیامت اتری تھی۔پورے گاؤں میں ارحم کی بہادری اور علم کی تعریفیں ہونے لگی تھیں۔آہستہ آہستہ سب اپنے اپنے دھرم کا علم حاصل کرنے لگے تھے۔ماسٹر عمر ارحم کی قبر کے پاس بیٹھ کر ارحم سے مخاطب ہوئے۔

"میرے عظیم مجاہد! اب تیرا علم مکمل ہوا۔۔۔تم نے حکم مانا اور اس کے مطابق عمل کیا تم کامیاب ہوئے میرے شیر دل بچے۔" وہ آنسو پونچھنے لگے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گاؤں میں اب ہر بچہ کھل کر پڑھ سکتا تھا۔ تعلیم دشمن لوگوں کا خاتمہ ہو چکا تھا

۔لیکن اس کی کمی تھی جو اپنے خواب پورے کرنا چاہتا تھا۔وہ ماں باپ کا اکلوتا تھا۔

اس نے جان کی بازی لگائی مگر شعور اجاگر کیا۔

وہ ارحم تھا۔۔۔وہ رحم کے قابل تھا۔

www.novelsclubb.com